Muqadma (Préface)

Shahzaman Haque

▶ To cite this version:

Shahzaman Haque. Muqadma (Préface). Historical mosques of Bihar, AIMEEIS, pp.v-xii, 2023, 978-81-19399-54-3. hal-04272820

HAL Id: hal-04272820
https://inalco.hal.science/hal-04272820

Submitted on 6 Nov 2023

HAL is a multi-disciplinary open access archive for the deposit and dissemination of scientific research documents, whether they are published or not. The documents may come from teaching and research institutions in France or abroad, or from public or private research centers.

L'archive ouverte pluridisciplinaire **HAL**, est destinée au dépôt et à la diffusion de documents scientifiques de niveau recherche, publiés ou non, émanant des établissements d'enseignement et de recherche français ou étrangers, des laboratoires publics ou privés.

Distributed under a Creative Commons Attribution - NonCommercial - ShareAlike 4.0 International License

بہار کی تاریخ ساز مسجدیں

ڈاکٹر شاہ نواز حق

مرتب

ڈاکٹر افتخار محمود اسد اللہ

پیٹرون

اے۔آئی۔ایم۔ای۔ای۔آئی۔ایس

شاہین ڈینٹل کیئر، مہندرو، پٹنہ۔۶

بہار کی تاریخ ساز مسجدیں

ڈاکٹر شاہ نواز حق

مرتب: ڈاکٹر افتخار محمود اسد اللہ

Historical Mosques of Bihar

by

Dr. Shahnawaz Haque

Compiled by

Dr. Iftekhar Mahmood Asadullah

Patron

A.I.M.E.E.I.S, Patna, Bihar

&

Principal, Patna Academy, Bakergunj, Patna

AIMEEIS

Published by:

All India Minority Educational & Economical Improvement Society

Shaheen Dental Care, Mahendru, Patna-6

Historical Mosques of Bihar

by

Shahnawaz Haque

Compiled by

Dr. Iftekhar Mahmood Asadullah

Patron

A.I.M.E.E.I.S, Patna, Bihar

&

Principal, Patna Academy, Bakergunj, Patna

ISBN: 978-81-19399-54-3

پہلا ایڈیشن	:	1977
دوسرا ایڈیشن	:	2023
تعداد	:	200
مطبع	:	Images & Impressions، نئی دہلی۔110002
ناشر	:	براؤن بکس، علی گڑھ۔202001

Patna Academy Established in 1987

Founder and First Director

Dr. Shahnawaz Haque

Principal

Aiman Haque & Anam Akhtar

Director

Dr. Shahzaman Haque

Patna Academy, Bakergunj,

Gola Road, Patna - 800004.

مقدمہ

میرے والد محترم ڈاکٹر شاہ نواز حق (مرحوم) کی تمام زندگی اعمالِ صالحہ میں گزری۔ اُن کو مسجدوں سے خاصا لگاؤ تھا۔ بہ طور محقق شعبہ قدیم تاریخ و آرکیولوجی، پٹنہ یونی ورسٹی سے ماسٹر کی سَند حاصل کرنے کے بعد اُنھوں نے کچھ ماہ آثارِ قدیمہ علی گڑھ کے ایک پروجیکٹ پر کام کیا۔ یہ سنہ 1972ء کی بات ہے۔ پھر سیوان کے ایک کالج زکیہ آفاق اسلامیہ میں اُن کا بہ طور تاریخ کے لکچرر تقرر رہا؛ لیکن اُن کو سیوان کی آب و ہوا راس نہ آئی ،اس لیے وہ اس ملازمت سے دست بردار ہو کر واپس پٹنہ تشریف لے آئے۔ 1975ء کے اوائل میں انھیں خیال آیا کہ مساجد پر تحقیق کا کام کیا جائے جو بہار کی سرزمین کے لیے اپنی نوعیت کا ایک منفرد کام ہوگا کیوں کہ انفرادی سطح پر مشہور و معروف مساجد کی تاریخ پر تو کتابیں موجود ہیں؛ لیکن کسی خطّے یا صوبائی لحاظ سےمساجد پر تحقیق چندِ معدوداں ہے۔ تقسیمِ ہند کے بعد 1976ء میں لاہور کی مساجد طبع اوّل شایع ہوئی، جو میری دانست میں اس نوعیت کی پہلی کتاب تھی۔ اس کے بعد کتاب کی دوسری اشاعت 1977ء میں عمل میں لائی گئی۔ یوں دیکھا جائے تو اس دورانیے میں اب تک بہار کی مساجد پر کوئی تحقیقی کتاب منظرِ عام پر نہیں آئی۔

ڈاکٹر شاہ نواز حق (مرحوم) نے جب اس موضوع پر مارچ 1975ء تحقیق کا کام شروع کیا تو تب ان کے پاس کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا۔ فروری میں پٹنہ مسلم ہائی اسکول میں بہ طور تاریخ کے استاد، اُن کا تقرر رہا۔ اس ملازمت سے قبل انھوں نے اپنے نجی وسائل سے بہار کی مساجد کا دورہ کیا۔ انھیں ملازمت کی وجہ سے فیلڈ ورک کے لیے وقت کی کمی کا

مسئلہ درپیش رہا کیوں کہ اسی دوران اُنھوں نے پی ایچ۔ڈی کے لیے تاریخ وآرکیولوجی شعبہ، پٹنہ یونی ورسٹی، پٹنہ میں داخلہ لے لیا۔ پی ایچ۔ڈی کا موضوع تحقیق چانکیہ کی سیاست پرتھا جوانھوں نے بہ خوبی احسن 1984ء میں پورا کرلیا۔

اُنھوں نے مساجد کی تحقیق میں کڑی محنت کا ثبوت دیا اوراس کام کوعملی جامہ پہنایا۔ جب یہ کتاب منظرعام پرآئی تو اُسے علما، دانش وروں اورعوام سے زبردست پذیرائی ملی۔ اس کی غیرمعمولی مقبولیت کی کام یابی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آج چھیالس سال بعد بھی اس کتاب کی مانگ ہے۔ والدگرامی کی وفات (اپریل 2021ء) کے بعد مجھے انڈیا سے دوتین مرتبہ فون آیا کہ اس کتاب کا نسخہ کسی کتب خانے میں دست یاب ہے یانہیں؟ ریختہ ویب سائٹ پراس کتاب کا ایک نسخہ موجود ہے جہاں سے آن لائن مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ بقول سیّدراشدحسین: اس کا ایک نسخہ بہاراردولائبریری، پٹنہ میں بھی ہے؛ لیکن یہ بات تصدیق نہیں ہو پائی ہے۔ ایک اورنسخہ خدابخش لائبریری پٹنہ میں بھی موجود ہے۔

موجودہ دور میں ہندوستان جوتشویش ناک ماحول بنا ہوا ہے اُس میں شمالی ہند کی مسجدیں شرپسندوں اورکئی ہندواتوتنظیموں کے حملے کی زدمیں آگئیں ہیں۔ نیز کچھ مہینے قبل بہارشریف کی مسجد مرارپورکو نذرِآتش کردیا گیا۔ جس وقت میں یہ مضمون لکھ رہا تھا، نوح ہریانہ میں ایک نائب امام جن کا تعلق بہار سے تھا، ہندواتوتنظیموں کے دہشت پسند گروہ نے انھیں قتل کردیا۔ آج سے تقریباً 3 رسال قبل بابری مسجد کوتاریخ کے پنّوں میں سپرد کردیا گیااوراب گیان واپی مسجد کا ایک نیا شوشا کھڑا کردیا گیا ہے۔ میرا سارابچپن بابری مسجد کی سیاست، جھگڑا، رتھ یاترااوراُس کی شہادت کے بعد ہوئے فساد کا گواہ رہا۔ اس تناظر میں ہندوستان میں مساجد کی اہم اورانمول تاریخی بقا کے لیے تحقیقی کام لازمی ہو گیا ہے۔ اس حوالے سے والدمرحوم کی یہ کتاب ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ مصنف نے پٹنہ کی تاریخی عظمت اورمسلم حکم رانوں کے ذوقِ تعمیر کا اختصار کے ساتھ ایک بہترین نقشہ کھینچا ہے۔

بہارمیں دوسرے صوبوں کے مانند ہزاروں کی تعداد میں مساجد موجود ہیں؛ لیکن اُن

کا صحیح شمار آج آسان امر نہیں ہے۔ مورخہ 6/ستمبر 1995ء کو راجیہ سبھا میں مسجدوں کی تعداد پر پوچھے گئے سوال پر جواب موصول ہوتا ہے کہ ملک بھر میں 266 مساجد مرکز کے تحفظ میں ہیں۔ (محکمہ آثار قدیمہ) جن میں سے بہار کی تین مساجد شامل ہیں (جمعہ مسجد حاجی پور، میر اشرف کی جمعہ مسجد پٹنہ اور جامع مسجد، ہدف)۔اس کتاب میں اُن مساجد کا ذکر کیا گیا ہے جو تاریخی اہمیت کی حامل تھیں تاہم سیکڑوں مساجد اور بھی ہیں جن کا سروے نہیں کیا جا سکا تھا۔

یوں مجموعی طور پر اس کتاب میں بہار کی 234 تاریخ ساز مساجد کے نام موجود ہیں جن میں سے پٹنہ کی 100 مساجد کے نام الگ سے درج ہیں؛ لیکن اب پٹنہ شہر کافی وسیع ہو گیا ہے، اس لیے اس میں اور بھی بہت ساری مسجدیں شمار ہوں گی۔ منیر شریف کی ٹھارہ مساجد کا تذکرہ موجود ہے؛ لیکن یہاں کی بقیہ مساجد کے نام درج نہیں ہیں۔ چار مساجد کا حوالہ کتبوں کی تاریخ سے دیا گیا ہے اور دو مساجد کا ذکر ایک خط کے حوالے سے کیا گیا ہے۔ بھاگل پور کی بیس مساجد میں سے صرف سترہ کا نام دیا گیا ہے اور طباعت کی چُوک سے تین نام حذف ہو گئے ہیں۔ اگرچہ اِن میں بہت ساری مسجدیں آباد ہیں لیکن ان کے حوالے سے کوئی معلومات نہیں دی گئیں ؛لیکن مساجد غیر آباد ہیں اور پٹنہ کی چھے مساجد (کتھک تلے کی مسجد، گائے گھاٹ کی مسجد، ویران مسجد، چھوٹی مسجد، ویران مسجد، بی بی شرفو کی مسجد) پر غیر مسلموں کا قبضہ ہے۔

اس کتاب میں تحقیق کا عمل بہت باریکی ، ان تھک جدوجہد اور لگن سے کیا گیا ہے۔ تحقیق کے اس عمل میں کتبوں کا جائزہ (زبان،طول وعرض)،مساجد کا رقبہ،مساجد میں لگے پتھروں کا جائزہ، مساجد کے اندر کی ساخت وتعمیر کا فن (محراب، دروازہ، پایہ، گنبد، منارہ، کھمبا، صحن، دیوار پر نقّاشی، حوض)، مساجد کی دیواروں پر کندہ عبارتیں،تاریخ تخریب، مساجد کے متولی یا امام یا اردگرد میں رہنے والے لوگوں سے گفت وشنید اور مورخین وان کی تحاریر، مخطوطات اور سندیات نیز خطوط ومراسلات کا بھی سہارا لیا گیا ہے۔ سیّد راشد حسین اور ڈاکٹر تنویر شہاب بتاتے ہیں کہ ڈاکٹر شاہ نواز حق (مرحوم) نے کیمرے کی مدد سے

اُس زمانے میں کتبوں اور مساجد کی تصاویر بھی لیں ۔ یوں اس کتاب میں نظریہ کلیّت سے طریقیت کو اپنانے میں ترجیح دی گئی ہے اور یہی امر اِس کتاب کا سب سے بڑا وصف ہے۔

مساجد کی تحقیق کے اس کام میں کتبوں کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں فارسی اور عربی کتبوں کا بالترتیب اُردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہاں یہ نکتہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ مصنف فارسی و عربی زبان سے مکمّل طور پر دست رس نہیں رکھتے تھے ۔ بقول ڈاکٹر تنویر شہاب: اس ضمن میں جناب عبید الحق، پروفیسر ڈاکٹر محمد محسن اور پرفیسر انوار الاحمد کی راہ نمائی اہم ہے۔ کتبہ کسی بھی عمارت کی تاریخ کی عکاسی کے لیے ایک سند اور دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ یاد خاطر رہے کہ پروفیسر امتیاز احمد (1998ء) نے بھی کتبوں کی بنیاد پر اپنے مضمون میں پختہ حوالہ دیا ہے کہ جن مساجد میں کتبہ نہیں تھا اُن کی تاریخ کے بارے میں ٹھوس معلومات کا فقدان رہتا ہے کہ اُن کی تعمیر کس سنہ میں ہوئی اور تعمیر کس نے کروائی۔ نیز کتبہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ مسجد پر کسی اور مسلک کی عبادت گاہ ہونے کا دعویٰ ٹھونس دیا جائے حالاں کہ کتبہ موجود یا نسب ہونے پر بھی تاریخ میں ردّ و بدل کر کے یہ کام انجام دیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اس کتاب میں پٹنہ میں مقیم خواجہ کلاں گھاٹ کے ملحقہ ایک مسجد ہے جس پر کوئی کتبہ موجود نہیں اور تعمیر سے متعلق معلومات نہیں ملتی۔ کتبہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ امتیاز احمد کے مطابق ہلسا کی مسجد جواب موجود نہیں ہے ؛ لیکن اُس کا کتبہ اُس کے متولی کے گھر سے برامد ہونے پر مسجد کے بارے میں اہم معلومات حاصل ہوئیں۔ امتیاز احمد کے والد پروفیسر قیام الدّین احمد (1937ء) کا بھی عربی اور فارسی کتبوں پر ایک اہم اور ضخیم شاہ کار ہے۔ بقول ڈاکٹر تنویر شہاب: انھوں نے یہ کام بہار کے قبروں پر کیا تھا؛ لیکن اصل میں اُس میں مساجد بھی شامل ہیں جسے کافی مقبولیت حاصل ہوئی اور بہت ممکن ہے کہ میرے والد مرحوم بھی اس کتاب سے متاثر ہو کر اسی نوعیت کا کام مساجد پر کرنے کا خیال اُن کے دل میں آیا ہو۔ جناب سیّد شاہ منور حسن نیکتبوں کے تناظر میں دو اہم کتابوں کا حوالہ دیا ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اوّل تو فصیح الدّین بلخی کی کتاب (1993ء) پٹنہ کے کتبے جس میں مسجد، قبر، مزار، درگاہ، عیدگاہ، عمارت وغیرہ جیسے اہم

مقامات کے کتبوں کی تاریخ پر ایک نہایت اہم تحقیقی کارنامہ ہے حالاں کہ ان کتبوں کا ترجمہ اس کتاب میں نہیں دیا گیا۔ دوم سیّد محمد کی کتاب اولڈ انسکر پشن ایٹ پٹنہ (انگریزی عنوان)(1993ء) بھی بہار میں کتبوں پر پہلا تحقیقی عمل بتایا جاتا ہے کیوں کہ مصنف کی وفات 1930ء میں ہوگئی تھی جب انھوں نے یہ کام انجام دیا اور تقریباً ساٹھ سال کے بعد خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری نے اس کتاب کو شایع کیا۔

اس کتاب میں کتبوں کی تناظر میں ایک اور امر یہ مترشح ہوتا ہے کہ زبان اور اُس کا رسم الخط کا مقام کافی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ امروزہ میں جہاں ہماری نوجوان نسل اردو اور اُس کے رسم الخط سے رفتہ رفتہ ناآشنا ہو رہے ہیں (شاہ زماں حق 2023ء) ان کے لیے یہ کتاب سبق آموز ہے کہ کس طرح ہماری تہذیب، مذہب وثقافت کا ایک اہم حصّہ/ ورثہ ہماری مادری زبان بھی ہے۔

کچھ مساجد جس کا ذکر اِس کتاب میں ہوا ہے اُن پر تاریخ کی روشنی میں دوسرے محققین نے بھی جائزہ لیا ہے اور مزید معلومات فراہم کی ہیں۔ بہار کی مسجدوں کو تحقیق کے آئینے میں مرزا معصوم کی مسجد (شاہ نواز حق، 1977، ص 16) کے بارے میں پروفیسر امتیاز احمد (1998) لکھتے ہیں کہ: یہ مسجد مرزا معصوم نے 1614ء سے 1617ء کے درمیان بنوائی تھی۔ موصوف پٹنہ میں 1613ء میں قیام کرنے آئے تھے۔ امتیاز احمد کے بقول مغل بادشاہ شاہ جہاں کے دورِ حکومت میں جب سیف خان (1628-1632ء) صوبہ بہار کا گورنر تھا، حاجی تتار مسجد اسی زمانے میں تعمیر میں ہوئی جس کا ذکر والد مرحوم نیص میں تفصیل سے کیا ہے۔ روضہ مسجد کا تذکرہ بھی شامل ہے (ص 23-22) جس کے بارے میں امتیاز احمد لکھتے ہیں کہ یہ بہار کی شاید واحد مسجد ہے جس کی تعمیر کا سہرا مغلوں سے منسوب کیا گیا ہے اور جس کی تعمیر سنہ (1667-1668ء) میں ہوئی۔ خواجہ عنبر کی مسجد 1688-1689ء میں تعمیر ہوئی جس کا ذکر امتیاز احمد نے کیا ہے اور مصنف نے اس اسے بہت خوب صورتی سے بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی کچھ مغل عہد کی مساجد ہیں جس کا ذکر امتیاز احمد نے کیا ہے؛ لیکن اس کتاب میں اُن مساجد کا تذکرہ شامل نہیں کیا گیا۔

مثال کے طور پر حبَش خان کی مسجد، ہِلسا کی مسجد (جو منہدم ہو چکی تھی)، مخصوص خان کی حاجی پور میں مسجد (کھنڈر حالت)، بہار شریف میں شیخ فرید کی مسجد، سہسرام میں علی اکبر کی مسجد، بہار شریف میں حبیب خان سُور کی مسجد، مُنگیر میں راجہ بہروز کی مسجد، پلامُو میں داؤد خان قریشی کی مسجد، صادی خان کی مسجد اور شریف خان کی مسجد۔ اس کتاب میں مصنف نے بزرگ امید خاں کی مسجد پر ایک عمدہ تبصرہ کیا ہے لیکن امتیاز احمد کے مضمون میں بزرگ امید خان کا صرف نام درج ہے اور انکی بنائی ہوئی مسجد پر کچھ نہیں کہا گیا ہے۔

مفتی محمد ظفر الدین نے سنہ 1990 میں تاریخ مساجد کے نام سے ایک کتاب شایع کی جس میں بہار کی سات مساجد کا ذکر کیا گیا ہے جن میں پتھر کی مسجد، سیف خاں کی مسجد، مسجد فخر الدولہ، مسجد بزرگ امید خاں، جامع مسجد خانقاہ رحمانی، سنگی مسجد حاجی پور اور شاہی مسجد مکندر پور چک نعمت شامل ہیں (آخر کی دو مساجد کا تذکرہ والد کے کتاب میں بدقسمتی سے نہیں ملتا ہے)۔ پتھر کی مسجد کے بارے میں وہ لکھتے ہیں (ص220) کہ یہ مسجد 1626ء میں تعمیر ہوئی ہے اور اُن کے بقول کتبہ کے بانی میں نظر بہادر خویشگی کا نام ہے۔ مصنف نے اس مسجد میں لگے کتبے کا ترجمہ کیا ہے اور ان کے مطابق یہ اہل تشع کی مسجد ہے اور غیر آباد ہے (ص18)۔ امتیاز احمد لکھتے ہیں کہ یہ مسجد سنگی مسجد کے نام سے بھی مشہور ہے۔ سیّد شاہ منور حسن نے یہ بتایا کہ اگر چہ پروفیسر قیام الدّین (1973ء) کا کتبوں کا کام بہت وسیع پیمانے پر ہے؛ لیکن اُس میں بھاگل پور کی مساجد کا ذکر شامل نہیں جس کی کمی والد مرحوم کی اس کتاب میں پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے۔

اس کتاب کی طباعت کے چھیالس سال کے بعد آج صرف بہار ہی نہیں بل کہ پورے ہندوستان میں مسجدوں پر اس نوعیت کی تحقیق کافی ضروری ہوگئی ہے تاکہ نہ ہی صرف اُن کی حفاظت ونگہداشت ہو سکے بل کہ وہ بھی تاریخ کا ایک اٹوٹ حِصّہ بنیں اور آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا کے زیر انتظام اُن کی شناخت برقرار رہے۔ نیز آج اس کتاب کی تناظر میں یہ بھی جاننا اہم ہے کہ جو مساجد ء میں آباد تھیں یا غیر آباد (مثال کے طور پر امید خاں کی مسجد، پٹنہ سیٹی) یا جہاں صرف جمعے کی نماز ادا کی جاتی تھی (مثال روضہ

مسجد، پٹنہ سیٹی) اُن مسجدوں کی آج کے دور میں کیا خبر ہے؟ کیا اِن میں سے جو مساجد آباد تھیں کیا وہ غیر آباد ہو گئی ہیں؟ اور جو غیر آباد یا اُس زمانے میں مخدوش حال میں تھیں (آمنے سامنے کی مسجد، احمد علی خاں کی مسجد) کیا وہ آج بھی موجود ہیں یا مسمار کر دی گئی ہیں؟ بہت ساری مساجد کے بارے میں اس کتاب میں یہ بھی درج ہے کہ بہار کے 1934ء کے زلزلے میں انھیں شدید نقصان پہنچا تھا تو آج ان مساجد کے کیا حالات ہیں؟ آج وہ کون سی مساجد ہیں جو محکمہ آثار قدیمہ کے زیرِ سایہ تحفظ میں ہیں یا برباد ہو رہی ہیں؟ غرض مساجد کی گزشتہ اور موجودہ حالت میں کتنا فرق آیا ہے؟

میں ڈاکٹر افتخار اسد اللہ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اُنھوں نے اس کتاب کو ایک نئی زندگی عطا کر کے مجھے، میرے والد ڈاکٹر شاہ نواز حق (مرحوم) کو ان کی عظمت اور تحقیقی جذبے کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ یہ مقدمہ اس ضمن میں میری ایک ادنیٰ سی کاوش ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مسجد اور تاریخ کے تحقیقی شعبے میں، خصوصاً بہار کی مساجد پر جہاں تحقیق کا کافی بہران ہے، ایک نئی امنگ پیدا ہوگی۔ یہ بھی امید کرتا ہوں کہ اس نئے ایڈیشن سے نہ صرف برصغیر پاک و ہند بل کہ عالمی سطح پر بھی محقق و دانش ور مستفید ہوں گے اور اس کام کو آگے بڑھایا جائے گا۔

پروفیسر شاہ زماں حق
شعبہ صدر اردو
انالکو، پیرس، فرانس
ستمبر، پیرِس، فرانس

حواشی

ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی، 1976، مساجد لاہور، کتاب خانہ نورس، لاہور۔

مولانا مفتی محمد ظفر الدین، 1990، تاریخ مساجد، جلد اوّل۔

عطاالرحمٰن قاسمی، •••، پنجاب و ہریانہ کی تاریخ مساجد، پنجاب وقف بورڈ، نئی دہلی۔

عطاالرحمٰن قاسمی، 2000، دلی کی تاریخی مساجد، صف اوّل، مولانا آزاد اکیڈمی، نئی دہلی۔

فصیح الدّین بلخی، 1995، پٹنہ کے کتبے، خدا بخش لائبریری، پٹنہ۔

Ahmad, Imtiaz (1998). The Mughal Governors of Bihar and their popular works. Proceeding of the Indian History Congress, 1998. Vol. 59, 383-393.

Asher, C. B. (1989). From Anomaly to Homogeneity: The Mosque in 14th- through 16th- Century Bihar. In Studies in art and archaeology of Bihar and Bengal: Nalinikanta Satavarsiki, Dr. N.K. Bhattasali cententary volume (1888-1988)/ (pp. 6768). Sri Satguru Publications.

Dr. Tanweer Shahab. (2023). Interview on Dr. Shahnawaz Haque Biography. 16 August.

Hanoon, Sana. (2021). The mosques of colonial South Asia : A social and legal history of Muslim worship. London.

Haque, Shahnawaz. (1977). Historical mosques of Bihar. https://www.rekhta.org/authors/shahnawaz-haque

Haque, Shahzaman. (2023). https://thediplomat.com/2023/01/why-the-urdu-script-is-crucial-for-indias-cultural-diversity/

Mohammad, Syed. (1993). Old Muslim inscriptions at Patna. Khuda Baksh Oriental Public Library. Patna.

Qeyamuddin Ahmad. (1973). Corpus of Arabic & Persian Inscriptions of Bihar (A.H. 640-1200). K.P. Jayaswal Research Institute.

Syed Rashid Hussain. (2023). Telephonic interview on Dr. Shahnawaz Haque Biography. 12 August.

Syed Shah Munawar Hassan. (2023). Telephonic interview on inscription research in Bihar. 16 August.